مکتوبات۔امام ربانی میں معاشرتی مسائل کے حل کے لیے پیش کی گئی تجاویز
(ایک تجزیاتی مطالعہ قرآن وسنت کی روشنی میں)

سید محسن علی

ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

Abstract

Sheikh Ahmad Sirhindi (Mujadid Alif Sani) is a spiritual personality whose inevitable struggles revived Islam second time and defeated polytheism and innovations in religion The people accepted him as their great leader and made the most of this knowledge & ideology. His Maktobat is a treasure of knowledge, which is relevant for every age but also a source of guidance to our social affairs. In this article, a review of Holy Quran and Sunnah from Maktobat has been presented about the social factors.

Key words: Ideology, Mujadid, Maktobaat, Saint, Social factors.

جب عہد اکبر کا ذکر ہوتا ہے تو شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف الثانی کا خیال خود بخود ذہن میں آشکار ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العلمین نے انہیں چند مخصوص صلاحیتیں عطا کی تھیں۔ ان کے قلم نے ایک وقت تک معاشرے کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کی تحریر میں روانی اور زبان میں سختی تھی۔ ان کی تصانیف میں سے مکتوبات (مکتوبات، امام ربانی) معروف ہے جس میں معاشرے کے افراد کی تعلیم وتربیت کا باہم سامان موجود ہے۔ ہمارے خیال میں عصر حاضر میں جنم لینے والے معاشرتی اور مذہبی معاملات کے حل کے لیے ان مکتوبات سے مدد لی جاسکتی ہے وہ ہمارے تعمیراتی کاموں میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ مولانا زوار حسین شاہ رقم طراز ہیں ''ان کی تصانیف متعلق عرض کرنا کچھ آسان کام نہیں، اس لیے کہ وہ معرفت وتجلیات کے انوار، شریعت وطریقت کے اسرار، علم وعمل کا خزینہ اور کشف وکرامات کا گنجینہ ہیں، لیکن ان تصانیف عالیہ میں نوع انسانی کی

فلاح و بہبود کے لیے راہ عمل اور اخلاق وحسانات کے لیے گو ہر بے بہا ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہر فرد و بشر اسلام کا والہ وشیدا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہے اور دنیا و آخرت کی دولت سے مالا مال ہوسکتا ہے۔"[۱]

زیرنظر مضمون میں، درپیش معاشرتی مسائل کا، مکتوبات امام ربانی، میں کیا حل پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ کیا ان کی تجاویز، قرآن وسنت سے مطابقت رکھتی ہیں یا نہیں۔؟ اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

(۱) عدل وانصاف کی تاکید:

کسی بھی کامیاب اور صحت مند معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں قضاء کا نظام مستحکم ہو۔ فیصلہ کرنے والی ذات باکردار اور غیر جانبدار ہو۔ معاملہ کو فہم وفراست سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ ہمارے ہاں قضاء کا نظام، اصلاح کا متقاضی اور سست روی کا شکار ہے۔ اکثر فیصلے عدم شہادت کے باعث تعطل کی نظر ہو جاتے ہیں اور پھر شہادت کی عدم دستیاب کے باعث نتائج، انصاف کے برعکس نکلتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاشرے میں امیر اور غریب، لوفر اور شریف، قوی اور ضعیف کے لیے الگ الگ قانون ہیں۔ انصاف کی عدم دستیابی کے باعث معاشرے کے افراد نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دیوانگی کی باتیں کرتے ہیں، پاگل خانے آباد ہو جاتے ہیں، کوئی خود کشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تو کوئی ہسپتالوں کے چکر لگاتا ہے۔ اکثر قبرستانوں میں تین تین چار چار منزلہ قبریں بن گئی ہیں۔ یا پھر ایسا بھی دیکھا گیا ہے نا ئک جو ہیں کھل نا ئک بن جاتے ہیں۔ الغرض لوگوں کا اعتماد ان اداروں سے اٹھ گیا ہے۔ ادارے اخلاقی طور پر تنزلی کا شکار اور تباہ و برباد ہو چکے ہیں

شیخ سرہندی، اپنے مکتوب میں جو بنام صدر جہاں صادر ہوا رقم طراز ہیں: کار و بار قرن سابق مصداق ایں سخن است اکنون کہ انقلاب دول بظہور پیوستہ وسورت عناد اہل ملل برہم شکستہ برئمہ اسلام از صدور عظام وعلمائے کرام لازم است کہ تمام ہمت خود را مصروف روج شریعت غرا ساختہ در بدایت امرارکان اسلام منہدمہ را برپا سازند کہ درتسویف خیریت ظاہر نمی شود دلہائے غریبان ازیں تاخیر دراضطراب است شدتہائے قرن سابق در دلہائے مسلمانان متمکن است مبادا تلافی آن نشود وغربت اسلام بتطویل انجامد ہرگاہ بادشاہاں را گرمی ترویج سنت سینہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ السلام والتحیہ نباشد ومقربان ایشان نیز دریں باب خود را معاف دارند وحیات چندروزہ عزیز شمرند کار برفقراء اہل اسلام بسیار تنگ وتیرہ خواہد بود۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔" از جملہ شعائر اسلام تعیین قضاۃ است در بلاد اسلام کہ درقرن سابق محوشدہ بود سرہند کہ اعظم بلاد اسلام است چند سال کہ قاضی ندارد و حاصل رقیمہ دعا قاضی یوسف ابائی اور تابناء سرہند است قاضی شدہ آمدہ اند چنانکہ اسنادسلاطین بدست دارد و مشارالیہ بصلاح وتقویٰ متحلّی است اگر صلاح دانند ایں امر عظیم القدر را باو تفویض فرمانند: ثبتنا اللہ سبحنہ و

تعالیٰ وایاکم علیٰ جارۃ الشریعہ الحقۃ علیٰ مصدرھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ''[۲]: گزشتہ زمانے کے کاروبار اس بات کے مصداق ہیں، اب جب کہ سلطنتوں میں انقلاب پڑ گیا ہے اور مذہب والوں کی عداوت کی تیزی درہم برہم ہوگئی ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ وہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترقی میں لگائیں اور سب سے اول اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں۔ کیوں کہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل اس تاخیر سے نہایت بیقرار ہیں گزشتہ زمانے کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ان کا تدارک نہ ہوسکے اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔ جب بادشاہ سنت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور بادشاہوں کے مقرب بھی ان میں اپنے آپ کو الگ رکھیں اور چندروزہ زندگانی کو عزیز سمجھیں تو پھر اہل اسلام بیچاروں پر زمانہ بہت ہی تنگ ہو جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلامی نشانوں میں سے ایک نشان اسلامی شہروں میں قاضیوں کا مقرر کرنا ہے جو گزشتہ زمانہ میں محو ہو گیا تھا۔ سرہند میں جو اہل اسلام کے بڑے شہروں میں سے ہے کئی سال سے کوئی قاضی نہیں حامل رقیمہ ہذا قاضی یوسف کے باپ دادا جب سے سرہند میں آباد ہوئے قاضی ہوتے چلے آئے ہیں چناں چہ بادشاہوں کے اسناد بہت ان کے پاس ہیں اور صلاح وتقویٰ سے بھی آراستہ ہیں اگر بہتر سمجھیں تو اس عظیم الشان کام کو ان کے حوالے فرمائیں۔ اللہ ہم کو اور آپ کو شریعت حقہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے۔''

آپ نے ملاحظہ کیا کہ شیخ صاحب عدل وانصاف کے اداروں یعنی اسلامی عدالت کے تباہ وبرباد ہونے پر کتنے رنجیدہ اور اس کے دوبارہ قیام کے لیے کتنے فکرمند نظر آرہے ہیں اور اس کے قیام کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ اسلامی عدالتی نظام، اسلامی ریاست کے ارکان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھا ہے۔ آیئے اس کے متعلق قرآن و سنت میں کیا احکامات ملتے ہیں ملاحظہ کرتے ہیں۔ کتب ساویہ کے نزول کے مقاصد میں اور ان کی تعلیمات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عدل وانصاف کے ساتھ لوگوں کے تنازعات کو حل کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: **یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ**: [۳]''اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ مقرر کیا تا کہ تم لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلے کرو اور نفسیانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور کردے گی۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ دور ہو جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو جھٹلا دیا ہے۔'' درحقیقت قیام عدل ہی دین کی ایک امتیازی وصف ہے۔ اللہ رب العلمین کا ارشاد

ہے کہ:اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ:۴؎''بیشک اللہ حکم دیتا ہے عدل واحسان کا۔''اور فرمایا:اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ:۵؎''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں حق داروں تک پہنچادو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل سے کرو۔''اور فرمایا:وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ:۶؎''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کرتا رہوں۔''

قرآن مجید میں جہاں عدل کی تلقین اور اس پر ملنے والے اجر کی خوشخبری دی گئی ہے وہیں اس کی عدم ادائیگی اور اللہ رب العٰلمین کے نازل کردہ قوانین کے مطابق عمل نہ کرنے پر وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں۔جیسا کہ ارشاد ہوا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ:۷؎''اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔''اور فرمایا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ:۸؎''اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں''اور فرمایا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ:۹؎''اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔''

مندجہ بالا احکامات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک عدل کی اہمیت کیا ہے۔یہ ایک اہم فریضہ ہے جو لوگ اللہ کی کتاب کا علم نہیں رکھتے اور اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے انہیں ان مناصب پر فائز ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔جب نا اہل لوگ ان مناصب پر فائز ہونگے تو انصاف قائم نہیں ہو سکے گا اور دولت اسلامیہ خیر و برکت سے محروم رہے گی اور جب ان مناصب کے اہل ان مناصب پر فائز ہونگے تو سلطنتِ اسلامیہ خیر و برکت کا نزول ہوگا۔شیخ سرہندی نے بھی اپنے مکتوبات میں اہل ایمان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے۔

(۲) غیر اسلامی رسم ورواج کی مخالفت:

غیر اسلامی ریاستوں سے بین الاقوامی سطح پر قیام امن کے لیے کوششیں کرنا ان سے مختلف نوعیت کے معاہدے کرنا کوئی معیوب یا غیر اسلامی بات نہیں۔ لیکن ان کے وہ رسم ورواج جو اسلامی تعلیمات سے لگا نہیں کھاتے انہیں اپنانا درست نہیں۔ ایسا عمل شارع کو پسند نہیں ہے۔شیخ سرہندی نے اپنے مکتوبات کے ذریعے معاشرے بالخصوص بادشاہِ وقت کی اصلاح کی تاکہ ملک میں اسلام اپنے تمام شعائر وارکان کے کے ساتھ رائج ہو جائے اور اسلامی تشخص نمودار رہو۔

شیخ سرہندی، میر محمد نعمان، کو لکھتے ہیں: کفار ہند بے تحاشی ہدم مساجد نمایند و درآنجا تعمیر معبد ہائے خودمی سازند در تھانیسر دروں حوض کرکھیت مسجدے بود ومقبرۂ سزیزے آں راہدم کردہ بجائے آں دیہرہ کلاں راست ساختہ اند و نیز کفار برملا مراسم کفر بجامی آرند و مسلمانان درعاجز اند اکثر احکام عاجز اندروز ایکادشی ہنود

کہ ترک اکل وشرب می نمایند اہتمام دارند کہ دراں روز در بلاد اسلامی ہیچ مسلمانے در بازار نان پنزد ونفروشد و در ماہ مبارک رمضان برملا نان وطعام می پزندمی فردشند وہیچ کس از زبونی اسلام منع آن نمی تواند نمود افسوس صد ہزار افسوس بادشاہ وقت از ماست و مافقیراں باایں زبونی وخرابی با کرام ق اعزاز یں صاحب دولتان اسلام رونق داشت وعلماء وصوفیا معزز ومحترم بودند وبتقویت اینہا درترویج شریف میکوشیدند شنیدہ ام کہ روزے صاحب قراں امیر تیمور گورگان علیہ الرحمۃ بکوچہ بخارا می گذشت اتفاقاً درووییشان خانقاہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرۃ دران کوچہ گلیہائے خانقاہ خواجہ رامی افشاندندواز گد پاک می کردند امیر ازحسن نشاء مسلمانی کہ دااشت دراں کوچہ توقف فرمود تا گرد ہائے خانقاہ راعبیر وصندل خودساختہ بیرکات وفیوض درویشاں مشرف گردومگر باایں تواضع و فروتنی کہ بااہل نمودہ بودبحسن خاتمہ مشرف گشت: ۱۰؎ ''کفار ہند بے تحاشہ مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبد ومندر تعمیر کررہے ہیں۔ چناں چہ تھانیسر میں حوض کرکھیت کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا۔ اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا بھاری مندر بنایا ہے۔ نیز کفار اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجارہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں۔ ایکادشی کے دن ہندو کھانا ترک کردیتے ہیں۔ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اس دن نہ روٹی کھائے اور نہ بیچے اور ماہ مبارک رمضان میں برملا نان وطعام پکاتے اور بیچتے ہیں۔ مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی روک نہیں سکتا۔ ہائے افسوس بادشاہ وقت ہم میں ہو اور پھر ہم فقیروں کا اس طرح خستہ اور خراب حال ہو۔ بادشاہوں کے اعزاز واکرام ہی سے اسلام کو رونق تھی اور انہی کی بدولت علماء وصوفیہ معزز ومحترم تھے۔ اور انہی کی تقویت سے شریعت کے احکام کو جاری کرتے تھے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک دن صاحب قران امیر تیمور یہ علیہ الرحمۃ بخارا کی گلی سے گزر رہا تھا۔ اتفاقاً اس وقت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کی خانقاہ کے درویش خانقاہ کی دریوں اور بستروں کو جھاڑ رہے تھے اور گرد سے پاک کر رہے تھے اس کوچہ میں ٹھہر گی۔ تاکہ خانقاہ کی گرد کو اپنا صندل وعنبر بنا کر درویشوں کی برکاتِ فیوض سے مشرف ہو۔ شاید اسی تواضع اور فروتنی کے باعث جو اس کو اہل اللہ کے ساتھ حاصل تھی خاتمہ سے مشرف ہوا۔

شیخ صاحب اپنے مکتوب جو بنام شیخ فرید میں رقم طراز ہیں: حق سبحان درکلام مجید خود اہل کفر را دشمن خود ودشمن پیغمبر خود فرمودہ است پس اختلاف وموانست باایں دشمنان خداورسول او از اعظم جنایات باشد اقل ضرر درمصائب ومخالطت ایں دشمنان انست کہ قدرت اجرء احکام شرعی ورفع رسوم کفری زبوں می گردد وحیاتی موانست مانع آں میں آید وایں ضرر بسیار عظیم است دوستی والفت بادشمنان خدا منجر بدشمنی خدائے عزوجل و دشمنی پیغمبر درعلیہ الصلوٰۃ والسلام میشود وشخصی گمان میکند کہ او از اہل اسلام است وتصدیق وایمان باللہ ورسولہ دار

دا ما نمی دا ند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ دولت اسلام اورا پاک وصاف می بر و نعو ذ باللہ من شرور انفسنا من سیئات اعمالنا''[۱۱] ''حق تعالیٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر ﷺ کا دشمن فرمایا پس ان خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بھاری گناہ ہے۔کم سے کم ضرر ان کی ہم نشینی اور ملنے جلنے میں یہ ہے کہ احکام شرعی کے جاری کرنے اور کفر کی رسموں کو مٹانے کی طاقت مغلوب ہو جاتی ہے۔اور دوستی کا احیاء اس کا مانع ہو جاتا ہے۔اور ضرر حقیقت میں بہت بڑا ضرر ہے۔خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی والفت کرنا خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی دشمنی تک پہنچا دیتا ہے۔ایک شخص کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان وتصدیق رکھتا ہے۔لیکن نہیں جانتا کہ اس قسم کے برے اعمال اس کے اسلام کی دعوت کو پاک وصاف لے جاتے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ نفسوں کی شرارت اور برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں۔

قرآن مجید نے ایک جانب تو اتحاد کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ آؤ اس کلمے کی جانب جو ہم میں اور تم میں مشترکہ ہے۔تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو قابل احترام قرار دیا ہے۔دوسروں کے ساتھ معاہدے کرنے کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔عاجزی اور علم وآگہی تقویٰ و پرہیز گاری،امن وسلامتی کو دوستی کا اصول قرار دیا ہے تو دوسری جانب مذکورہ باتوں کے فقدان کو دشمنی کی نشانی قرار دے کر ان کی مخالفت اور قیام امن کے لیے ان سے قتال کا حکم اور ان کی باتیں نہ ماننے کی نصیحت کی اور قرآن مجید کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔

پیش کیے گئے تناظر کو مدنظر رکھتے ہوئے درجِ ذیل احکامات ملاحظہ کیجیے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَاجَآءَکُمْ مِّنَ الْحَق:[۱۲] ''اے وہ لوگو جو مان گئے ہو،دوست نہ بناؤ انہیں جو مجھ سے اور تم سے عداوت رکھتے ہیں،تم تو دوستی میں پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق (قرآن مجید) کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔''اور ارشاد فرمایا:وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَمَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْن:[۱۳] ''اور تم ان کی کسی بات کو اس لیے مان کر ان کی پیروی کرنے لگو کہ زمین پر آباد لوگوں کی اکثریت ایسا ہی کہتی ہے تو یہ طریقہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور دے گا،یہ لوگ صرف تصور کی گئی باتوں پر چلتے ہیں،اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔''

غیروں سے دوستی نہ کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سے رواداری،حسن سلوک،اور عدل نہ کیا جائے کیوں کہ ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ۰ اِعْدِلُوْا ۰ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۰ وَاتَّقُوا اللّٰہ ۰ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌم بِمَا تَعْمَلُوْنَ[۱۴]: ''اے وہ لوگوں جو مان گئے ہو اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ شہادت دینے والے بن جاؤ اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ

آمادہ کردے کہ تم انصاف کے تقاضے کو پورا نہ کرسکو، انصاف کی کرو، یہی باعث تقویٰ ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو اس میں زرا برابر بھی شک نہیں کہ اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا آپ ان سے بھی حسن سلوک سے آتے تھے جو آپ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔لیکن آپ نے ان کے طور طریقوں کو ہرگز نہیں اپنایا: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ''قال رسول اللہ ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم۔''[۱۵] ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔''

(۳) شرکیہ اعمال کی نشاندہی اور اس کی مذمت:

شیخ نے اولیاء کرام کے نام سے منسوب ذبیحہ اور ان سے منسوب نذر و نیاز کو شرک سے تعبیر کیا ہے اور بالخصوص عورتوں میں رائج اعمال شرکیہ کی مذمت کی ہے وہ اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں ''وحیوانات را کہ نذر مشائخ میکنند و بر سر قبر ہائے ایشیان رفتہ آں حیوانات را ذبح مہ نمایند در روایات فقہیہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک از یں عملنیز اجتناب باید نمود کہ شائبہ شرک دادو جوہنذ ربسیار است چہ در کار ست کہ نذر ذبح حیوانے کنند و ارتکاب ذبح آن نمایند و بذباح جن ملحق سازند و تشبیہ بعیدہ جن پیدا کنند و ازیں عالم ست صیام نساء کہ بنیت پیراں و بیبیاں نگاہ دارند۔میدانند ایں شرکت در عبادت ست و بتوسل وعبادت غیر حاجات خود را از اں غیر خواتین ست شناخت ایں فعل را نیک باید دریافت و حال آنکہ در حدیث قدسی آمدہ است کہ او تعالیٰ فرمودہ الصوم لی وانا اجری بہ۔یعنی صوم مخصوص از برائے من ست وغیرہ مراد عبادت صوم شرکتے نیست ہر چند در ہیچ عبادت شرکت با وتعالیٰ جائز نیس اما تخصیص صوم از برائے اہتمام ایں عبادت است وتا کید نفی شریک دراں عبادت کردن ست وحیلہ است۔''[۱۶] ''اور حیوانات کو جو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبر پر جا کر ذبح کرتے ہیں، روایات فقہیہ میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جن ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ اس مین بھی شرک کی بو پائی جاتی ہے۔نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں۔کیا حاجت ہے کہ حیوان ذبح کرنے کی منت اور نذر مانیں اور اس کو ذبح کر کے جن کے ذبیحوں سے ملائیں اور جن کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کردیں۔اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں۔یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی حاجتوں کا طلب کرنا ہے اس فعل کی برائی کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہیے۔حالاں کہ حدیث قدسی میں اللہ

فرماتا ہے: الصوم لی وانااجزی بہ: یعنی ''روزہ خاص میرے لیے ہےاورروزہ کی عبادت میں میرے سوااورکوئی شریک نہیں۔'' اگرچہ کسی عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کوشریک بنانا جائزنہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس عبادت کے بلند شان ہونے کے باعث ہےجس میں تاکید کے ساتھ شریک کی نفی کی گئی ہے۔''

قرآن مجید میں ارشادفرمایا گیا: اِیَاکَ نَعبُدُوَاِیَّاکَ نَستَعِین :[۱۷] ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اورتجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' آیت مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب عبادت اللہ کی ہوگی تو مدد بھی صرف اللہ ہی سے مانگی جائے گی (ڈاکٹرمحمدشکیل اوجؒ بھی یہی کہتے تھے) ہرقسم کا شرک حرام ہے،خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں،عبادت میں ہو یا اقتدار میں، یا پھر کتاب اللہ کے ساتھ۔ایک مقام پرارشادفرمایا: اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیمٌ: [۱۸] ''بیشک شرک ظلم عظیم ہے''

(۴) رقص وموسیقی کی مخالفت:

حقیقت میں تو لہوالحدیث ان لغویات کو کہتے ہیں جو قرآن مجید کے مقابلے میں لائی جائیں خواہ اُن باتوں کاتعلق قول،فعل ہو یا تحریر سے۔بعض لوگوں نے گانے بجانے والوں اوراس سے متعلقہ چیزوں کوبھی اس میں شامل کیا ہے۔ان میں شیخ احمد سرہندی شامل ہیں بلکہ انہوں نے تو صوفیہ کے سماع ورقص کوبھی لہو میں شامل سمجھ لیا ہے۔شیخ سرہندی اپنے ایک مکتوب جو بنام پیرزادگان صادر ہوا،لکھتے ہیں''بدانند کہ سماع ورقص فی الحقیقت داخل لہوولعب است کریمۂ ومن الناس من یشتری لھوالحدیث درشان منع سرودوغنانازل شدہ است چنانچہ مجاھد کہ شاگرد ابن عباس است واز کبارتابعین گوید کہ مراداز لھوالحدیث سرداست وفی المدارک لھوالحدیث السمر والغناء وکان ابن عباس وابن مسعودؓ یحلفان انہ الغناء وبعدازنقل روایات وعبارات حرمت غنامی نویسند کہ آیات واحادیث وروایات فقہیہ درحرمت غناءسبسیاراست بحدے کہ احصائے آں متعذراست معذلک اگرشخصے حدیث منسوخ یاروایت شاذہ درا باحت سرود بیارواعتبار بناید کردزیراکہ ہیچ فقیہے درہیچ وقتے وزمانے فتوی بااباحت سرودندادہ است ورقص وپاکوبی رامجوزنداشتہ وعمل صوفیہ درحل وحرمت سندنیست ہمیں بس ینست کہ ماایشاں رامعذورداریم ملامت نکنیم وامرایشاں رابحق سبحانہ وتعالٰی مفوض داریم ایں جاقول امام ابی حنیفہ وامام ابی یوسف وامام محمد معتبراست نہ عمل ابی بکرشبلی ابی حسن نوری صوفیائے خام این وقت عمل پیران خودرابہانہ ساختہ سرودورقص رادین وملت خودگرفتہ اندوطاعت وعبادت ساختہ اولٰئک الذین اتخذ وادینھم لھواولعبا۔داز روایات سابقہ معلوم شدکسے کہ فعل حرام مستحسن وانداززمرہ اہل اسلام می برایدومرتدی گردوپس خیال باید کرد کہ تعظیم مجلس سماع ورقص نمودن بلکہ آن راطاعت وعبادت دانستن چہ شناعت دارد'' [۱۹] جاننا چاہیے کہ سماع ورقص اورحقیقت لہوولعب میں داخل ہے۔آیت کریمہ''ومن الناس من یشتری لھوالحدیث'' (اورلوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے

جوواہیات (خرافات) قصے کہانیاں مول لے لیتا ہے) سرود کے منع ہونے کے شان میں نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ مجاہدؒ جوابن عباسؓ کے شاگرداور کبار تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ لھوالحدیث سے مراد ''السمر والغناء وکان بن عباسؓ وابن مسعودؓ یحلفان انہ الغناء'' (تفسیر مدارک میں ہے کہ لھوالحدیث سے مراد سمر یعنی بے ہودہ قصے کہانیاں اور سرود ہے اور ابن عباس اور ابن مسعود قسم کھاتے تھے کہ بیشک وہ غنا اور سرود ہے) حرمت غنا کے بارے میں روایات اور عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آیات واحادیث اور روایات فقہیہ غنا اور سرود کی حرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اگر کوئی شخص منسوخ حدیث روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی رقص و پا کو کبھی جائز قرار دیا ہے اور صوفیا کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے۔صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کریں، یہاں تو امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ ابو بکر شبلیؒ وابوحسن نوریؒ کا عمل۔اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود رقص کو اپنا دین بنالیا ہے اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھ لیا ہے۔''اولٰئک الذین اتخذوا دینھم لھو او لعبا'' (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو ولعب کو اپنا دین بنا لیا ہے) اور روایت سابقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ سماع ورقص کی مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اس کو طاعت وعبادت سمجھنا برا ہے۔ شیخ اور دوسرے جنہوں نے صوفیہ کے سماع و رقص کو لہو سمجھ لیا ہے۔ وہ اس کی حرمت کے ذیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ'' [۲۰] اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو خریدتے ہیں بے علمی کے باعث تاکہ اللہ کے راستے سے بہکائیں اور اسے باعث مزاح بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔'' عبادالرحمٰن کے بارے میں ارشاد ہوا: وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَاماً' [۲۱] ''اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ' [۲۲] ''جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔'' وہ کام جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اللہ کے عباد اس کا ارتکاب نہیں کرتے۔ذخیرۂ روایات میں جن سے رقص وموسیقی کی ممانعت نکلتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے: عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع: [۲۳] حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غناء اگاتا ہے نفاق کو دل میں جیسا کہ اگاتا ہے پانی کھیتی کو۔

(۵) سود خوری

اسلام جس طرح کا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے وہ ایک عادلانہ اور منصفانہ نظام پر مبنی معاشرہ ہے۔اسلام نے ظلم و

استحصال کے تمام راستوں کو ایک ایک کر کے بند کیا ہے۔اسلام نے ان تمام چیزوں کو حرام اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے جن سے ظلم واستحصال کا دروازہ کھلتا ہے۔اسلام میں ربا(جسے ہم آج کل سود کہنے لگے ہیں) کی قطعی حرمت ثابت ہے۔شیخ سرہندی اپنے مکتوب جو بنام ملا ظفر صادر ہوا' لکھتے ہیں:''مخدوما حرمت ربا بنص قطعی ثابت شدہ است کہ شامل محتاج وغیر محتاج است تخصیص محتاج ازاں جانمودن نسخ ایں حکم قطعی است روایت قنیہ رتبہ آں ندارد کہ نسخ حکم قطعی کند وحالانکہ مولا ناجمال لاہوری کہ اعلم علمائے لاہوراندمی فرمودند کہ بسیارے از روایات قنیہ اعتماد را شایان نیست ومخالف است''۲۴

''میرے مخدوم! ربا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے جو محتاج وغیر محتاج کو شامل ہے' وہاں محتاج کا خاص کرنا اس قطعی حکم کا منسوخ کرنا ہے اور قنیہ کی روایت یہ مرتبہ نہیں رکھتی کہ حکم قطعی منسوخ کرے۔حالاں کہ مولانا جمال لاہوری جو لاہور کے علماء میں سے زیادہ عالم ہیں' فرماتے تھے کہ قنیہ کی بہت سی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں اور کتب معتبرہ کی روایتوں کی مخالف ہیں (اور اگر اس روایت کو صحیح مان لیں تو اس احتیاج کی تاویل اضطرار اور مخمصہ سے کرنی پڑے گی تاکہ آیت کریمہ **فمن اضطر فی مخمصه** کے ساتھ اس حکم قطعی کی تخصیص ہوجائے کہ قوت میں بھی ویسی ہی ہے)۔''

اللہ کا فرمان ہے:''أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔''۲۵''اللہ نے تجارت کو حلال اور رباء کو حرام کردیا ہے۔''اور فرمایا:يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللهُ لا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ :۲٦''اللہ تعالیٰ رباء کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا ہے۔'' جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے:''عن جابر بن عبداللہ قال لعن رسول اللہ ﷺ **اکل الرباء، مو کلهٔ، وشاهدیه وقال هم سواءٌ**''۲۷ ''سود کھلانے والے پر' سود کھانے والے پر' سود کی دستاویز لکھنے پر' سود کے بارے میں گواہ بننے والوں پر اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔''

خلاصہ کلام:

مکتوبات، شیخ احمد سرہندی میں سے منتخب کیے گئے چند مکتوبات کے سرسری جائزے اور اس کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صوفیہ کرام نے اپنے اپنے علم اور منہاج سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی سعی کی۔نیکی کا حکم دیا اور لوگوں کو برائی سے روکنے کی کوشش کی۔ان سے لاکھ اختلاف صحیح لیکن ان کی نیت پر شک کرنا کسی بھی زاویے سے درست نہیں۔اللہ رب العلمین کسی کو جمال دیتا ہے تو کسی کو جلال یہ سب دنیا کے مختلف نظارے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شاہ، زوار حسین، حضرت مجدد الف الثانی (کراچی، ادارہ مجددیہ، ۱۹۸۹ء) ص ٦٧٦

۲۔ خان، اسرار محمد، لالہ، مکتوبات امام ربانی (کراچی، گارڈن ویسٹ، سن ندارد) دفتر۔اول، مکتوب نمبر ۱۹۵، حصہ سوئم، ص ۸۴۔۸۵، ۳۷۰۔
۳۔ سورۃ ص (۳۸) آیت ۲۶
۴۔ سورۃ النحل (۱۶) آیت ۹۰
۵۔ سورۃ النساء (۴) آیت ۵۸
۶۔ سورۃ الشوریٰ (۴۲) آیت ۱۵
۷۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۴
۸۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۵
۹۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۷
۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر۔دوم، مکتوب نمبر ۹۲، حصہ ہفتم، ص ۹۳
۱۱۔ ایضاً، دفتر۔اول، مکتوب نمبر ۱۶۳، حصہ سوئم، ص ۴۴
۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ (۶۰) آیت۔۱
۱۳۔ سورۃ الانعام (۶) آیت ۱۱۶
۱۴۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۸
۱۵۔ سلمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، (لاہور، اسلامی اکادمی، ۱۹۸۳ء) باب فی لبس الشھر ہ، ج ۳، ص ۲۴۱۔
۱۶۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر سوم مکتوب ۴۱، حصہ ہشتم، ص ۹۴۔۹۵
۱۷۔ سورۃ الفاتحۃ (۱) آیت ۴
۱۸۔ سورۃ القمان (۳۱) آیت ۱۳
۱۹۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر اول مکتوب ۲۶۶، حصہ چہارم، ص ۱۳۵ تا ۱۳۷
۲۰۔ سورۃ القمان (۳۱) آیت ۶
۲۱۔ سورۃ الفرقان (۲۵) آیت ۷۲
۲۲۔ سورۃ المؤمنون (۲۳) آیت ۳
۲۳۔ عبدالرحمٰن نسائی، سنن النسائی (لاہور، مکتبہ المیز ان، س ن) ج ۱، ص ۲۲۰
۲۴۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر اول، مکتوب ۱۰۲، حصہ دوم، ص ۱۰۳ تا ۱۰۵
۲۵۔ سورۃ البقرۃ (۲) ۲۷۵
۲۶۔ سورۃ البقرۃ (۲) ۲۷۶
۲۷۔ محمد بن حجاج، صحیح مسلم (لاہور، فرید بک سٹال، ۱۹۹۵ء) باب لعن اکل الرباء وموکلہ، ج ۴، ص ۳۴۶